تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوَی الرَّضَوِیَّہ

فتاوٰی رضویہ

تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

مشرف نہیں ہوا مغموم ہوں امید کرتا ہوں کہ امرِ حق ظاہر کرنے میں توقف نہ فرمایئے گا اور بندہ کے استقامت وحسنِ خاتمہ کی واسطے بدرگاہ خدا ہو جیے گا۔ **مسئلہ** پاک (جس کی طہارت میں قطعی یقین حاصل ہو جیسے نیا) جُوتا پہن کر کوئی سی نماز نوافل یا فرائض ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ فقہ وحدیث کی مطولات کا حوالہ دیں تو بہت خوب ہے۔

الجواب

جنابِ من! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پہلے کا سنگنج سے یہ سوال بصورتِ دیگر مرسل عباد اللہ خاں کا آیا اور جواب بھیجا گیا اب اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر جُوتا بالکل غیر استعمالی ہو کر صرف مسجد کے اندر پہنا جائے اور پنجہ اتنا سخت نہ ہو کہ سجدہ میں انگلیوں کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے تو اس سے نماز میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے، اور یہی امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰے وجہہ کی سنّت ہے کہ دو جُوتے رکھتے ایک راہ میں پہنتے اور جب کنارۂ مسجد پر آتے اُسے اُتار کر غیر استعمالی کو پہن لیتے اور اگر استعمالی ہو تو اُسے پہن کر مسجد میں جانا بے ادبی ہے اور غیر مسجد میں بھی نماز میں اتار دیا جائے اور اگر پنجہ اتنا سخت ہے کہ کسی انگل کا پیٹ زمین پر نہ بچھنے دے گا تو نماز ہی نہ ہوگی کما حققناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ اس کی تحقیق ہم نے اپنے فتاوٰی میں کی ہے۔ ت) واللہ تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۲۲۳ از رام نگر ضلع نینی تال مرسلہ عنایت اللہ خاں ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۱۲ھ

قبلہ وکعبہ دارین دام ظلکم! کلمہ طیبہ شریف جب ورد کرکے پڑھا جائے تو اس میں ہر کلمہ پر جب نام نامی حضور اقدس صلعم (صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم) کا آوے درود پڑھنا چاہیے یا ایک مرتبہ جبکہ وہ جلسہ ختم کرے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

جوابِ مسئلہ سے پہلے ایک بہت ضروری مسئلہ معلوم کیجئے سوال میں نام پاک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ساتھ بجائے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلعم لکھا ہے۔ یہ جہالت آج کل بہت جلد بازوں میں رائج ہے کوئی صلعم لکھتا ہے کوئی عم کوئی ص، اور یہ سب بیہودہ ومکروہ وسخت ناپسند وموجب محرومی شدید ہے اس سے بہت سخت احتراز چاہئے اگر تحریر میں ہزار جگہ نامِ پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم آئے ہر جگہ پورا صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم لکھا جائے ہرگز ہرگز کہیں صلعم وغیرہ نہ ہو علماء نے اس سے سخت ممانعت فرمائی ہے یہاں تک کہ بعض کتابوں میں تو بہت اشد حکم لکھ دیا ہے، علامہ طحطاوی حاشیۂ دُرمختار میں فرماتے ہیں؛

ویکرہ الرمز بالصلٰوۃ والترضی بالکتابۃ بل یکتب ذلك کلہ بکمالہ وفی بعض المواضع

صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی جگہ ص وغیرہ اور رضی اللہ تعالٰی عنہ کی جگہ رض لکھنا مکروہ ہے بلکہ اسے کامل طور پر

ساٹھ ستر سے زیادہ نہیں مسجد نہیں بھر سکتی مگر عید کے موقع پر گاؤں والے شریک ہوتے ہیں اور مسجد بھر جاتی ہے۔

(۱) جمعہ کی ادا کے لئے شہر شرط ہے یا نہیں؟

(۲) شہر کس کو کہتے ہیں اکبر مساجد کی تعریف روایت مذہب ہے یا نہیں؟

(۳) جب قدرت اجرائے حدود شرط ہے اور بالفعل ضرور نہیں تو توانی کی وجہ سے تعریف مذکور کو اختیار کرنا اور ظاہر مذہب کو ترک کرنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے؟

(۴) علمائے حنفیہ کے اختلاف کی وجہ سے احتیاطی ظہر تجویز ہوئی مگر جہاں حنفی مذہب کے موافق تحقق شروط نہ ہو اور دیگر مذاہب کے موافق ہو وہاں کیونکر جائز نہیں۔ خروج اختلاف کی علت دونوں جگہ موجود ہے یعنی وہاں بھی جمعہ اور احتیاطی ظہر پڑھ لینا چاہئے؟

(۵) کل موضع لہ امیر و قاض الخ (ہر وہ مقام جہاں کوئی ایسا امیر اور قاضی ہو الخ - ت) سے استدلال عدم جواز جمعہ دار حرب پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۶) کیفیت مذکور کی رُو سے کہاں جمعہ جائز ہے اور کہاں نہیں؟

(۷) جہاں ناجائز ہے انھیں منع کیا جائے یا نہیں، اور ان کی ظہر کا کیا حکم ہے؟

(۸) جہاں بادشاہ مسلمان نہ ہو وہاں جمعہ کا کیا حکم ہے اور حکومت کفار میں جمعہ کیوں جائز؟

(۹) یہ ملک دارِ حرب ہے یا نہیں؟

(۱۰) دارِ حرب کی کیا تعریف اور کس طور سے دارِ حرب دارِ اسلام بنتا ہے اور دارِ اسلام دارِ حرب؟

(۱۱) جہاں شروطِ جمعہ نہ پائے جائیں وہاں عید کی نماز کا کیا حکم، اگر جائز نہیں تو پڑھ لینے سے کیا خرابی ہے اگر اپنے مذہب کے طور پر واجب نہیں تو دوسرے مذہب مثل شافعی رحمہ اللہ تعالٰی کے تو واجب ہے اور خروج عن الاختلاف ہو جائے گا؟

(۱۲) ہماری جگہ شہر گنا جاتا ہے اور ایک مسجد ہے مصلی باشندے اسے بھر نہیں سکتے، یہاں جمعہ کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

جمعہ کے لئے ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اتفاق و اجماع سے شہر شرط ہے شہر کی صحیح تعریف مذہب حنفی میں یہ ہے جو خود امامِ مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ارشاد فرمائی، وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوامی بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اُس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی حاکم با اختیار ایسا ہو کہ اپنی شوکت اور اپنے یا دوسرے کے علم کے ذریعہ سے مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے۔

نیز درمختار باب العیدین میں ہے:

لایکبر فی طریقها ولا یتنفل قبلها مطلقا وکذا بعدها فی مصلاها فانه مکروه عند العامة وهذا للخواص اما العوام فلا یمنعون من تکبیر ولا تنفل اصلا لقلة رغبتهم فی الخیرات بحر وفی هامشه بخط ثقة ان علیا رضی الله تعالٰی عنه رأی رجلا یصلی بعد العید فقیل اما تمنعه یا امیر المؤمنین فقال اخاف ان ادخل تحت الوعید قال الله تعالٰی ارأیت الذی ینهی عبدا اذا صلّی۔[1]

نمازِ عید کے لئے عیدگاہ کو جاتے ہُوئے راستے میں تکبیرات نہ کہے اور اس سے پہلے نفل نہ پڑھے کیونکہ یہ اکثر علماء کے نزدیک مکروہ ہیں اور یہ معاملہ خواص کا ہے، رہا عوام کا معاملہ تو انھیں نہ تکبیر سے روکا جائے اور نہ ہی نفل پڑھنے سے کیونکہ بھلائی میں ان کی رغبت بہت کم ہوتی ہے بحر اور اس کے حاشیہ میں ثقہ تحریر میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ایک شخص کو عید کے بعد نماز ادا کرتے ہوئے دیکھا آپ سے عرض کیا گیا اے امیرالمومنین! اسے آپ منع کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا: مجھے خوف آتا ہے کہ کہیں میں اللہ تعالٰی کی بیان کردہ اس وعید کے تحت داخل نہ ہوجاؤں ارشادِ باری تعالٰی ہے: کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جو بندے کو نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ (ت)

دارِ حرب حکومتِ اسلام سے دارالاسلام ہوجاتی ہے اور عیاذًا باللہ عکس کے لئے فقط حکومت کفر کافی نہیں بلکہ شرط ہے کہ وہ جگہ کسی طرف دارالحرب سے متصل ہو اور کوئی مسلم یا ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور شعار اسلام یکسر باطل بند کردیے جائیں والعیاذ باللہ تعالٰی جب شعائر اسلام سے کچھ بھی باقی ہے بدستور دارالاسلام رہے گی۔ تنویر میں ہے:

لاتصیر دار الاسلام دار حرب الا باجراء احکام الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لایبقی فیها مسلم او ذمی بالامان الاول ودار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیها وان بقی فیها کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام۔[2]

دارالاسلام اس وقت دارالحرب بنتا ہے جب وہاں احکامِ شرک جاری ہوں (یعنی معاذاللہ وہاں شعائرِ اسلام بالکل ختم کردیے جائیں) اور وُہ جگہ کسی طرف سے دارالحرب سے متصل ہو اور وہاں کوئی مسلمان اور ذمی پہلے امان پر نہ رہے اور دارالحرب اس وقت دارالاسلام بنتا ہے جب وہاں احکامِ اسلام جاری ہوں اگرچہ وہاں کافر اصلی موجود ہوں اور اگرچہ وہ کسی طرف سے دارالاسلام کے ساتھ متصل بھی نہ ہو۔ (ت)

---

[1] دُرمختار شرح تنویر الابصار باب العیدین مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۱۴

[2] درمختار فصل فی استیمان الکافر " " " ۱/۳۴۷

جامع الرموز میں ہے:

لاخلاف ان دارالحرب یصیر دارالاسلام باجراء بعض احکام الاسلام فیھا واما صیرورتھا دارالحرب نعوذ باللہ منہ فعندہ بشروط احدھا اجراء احکام الکفر اشتھارا بان یحکم الحاکم بحکمھم ولا یرجعون الی قضاۃ المسلمین کما فی الخیرۃ والثانی الاتصال بدار الحرب والثالث زوال الامان الاول وقال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام ببقاء حکم واحد فیھا کما فی العمادی وغیرہ[1]

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بعض احکامِ اسلامی کے اجراء سے دارالحرب دارالاسلام بن جاتا ہے لیکن دارالاسلام کا نعوذ باللہ دارالحرب بننے کے لئے امام صاحب کے ہاں کچھ شرائط ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ احکامِ کفر اعلانیہ جاری ہوں مثلاً حاکم کفر کے مطابق فیصلہ کرے اور لوگ مسلمان قاضیوں سے رجوع نہ کرسکیں جیسا کہ خیرۃ میں ہے، دوسری یہ کہ وُہ جگہ دارالحرب کے ساتھ متصل ہو، تیسری یہ کہ پہلی امان ختم ہوجائے، شیخ الاسلام اور امام اسبیجابی کہتے ہیں اگر وہاں ایک حکم بھی اسلام کا باقی ہے تو اسے دارالاسلام ہی کہا جائے گا جیسا کہ عمادی وغیرہ میں ہے۔ (ت)

طحطاوی علی الدر میں ہے:

ذکر الاستروشنی فی فصولہ عن ابی الیسر ان دار الاسلام لاتصیر دار الحرب مالم یبطل جمیع ما بہ صارت دار الاسلام، ذکرہ فی احکام المرتدین و ذکر الاسبیجابی فی مبسوطہ ان دار الاسلام محکوم بکونھا دار الاسلام فیبقی ھذا الحکم ببقاء حکم واحد فیھا ولا تصیر دار حرب الا بعد زوال القرائن و دار الحرب تصیر دار الاسلام بزوال بعض القرائن وھو ان

شیخ استروشنی نے اپنی فصول میں شیخ ابوالیسر سے بیان کیا ہے کہ دارالاسلام اس وقت تک دارالحرب نہیں بن سکتا جب تک وہ تمام احکام باطل نہ ہوجائیں جن کی وجہ سے وُہ دارالاسلام بنا تھا اس کو احکامِ مرتدین میں ذکر کیا ہے اور اسبیجابی نے اپنی مبسوط میں ذکر کیا ہے کہ دارالاسلام اس وقت تک دارالاسلام ہی رہے گا جب تک اس میں کوئی ایک حکمِ اسلام موجود ہو اور وہ تمام قرائن اور شعائر کے زوال کے بعد ہی دارالحرب بنے گا لیکن دارالحرب بعض قرائن کے زوال سے دارالاسلام بن جاتا ہے وہ اس طرح کہ

---

[1] جامع الرموز کتاب الجہاد مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/۵۵۶

تجری فیہا احکام اھل الاسلام وذکر اللامشی فی واقعاتہ انہا صارت دارالسلام بھذہ الاعلام الثلثۃ فلا تصیر دار حرب مابقی شیئ منہا وذکر الامام ناصرالدین فی المنشور ان دارالحرب صارت دارالاسلام باجراء احکام الاسلام فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام یترجح جانب الاسلام[1] انتھی وللہ الحمد واللہ تعالٰی اعلم۔

اس میں بعض احکام اسلامی کا اجرا ہوجائے، اور لامشی نے واقعات میں ذکر کیا ہے کہ ان تین علامات کے پائے جانے پر وُہ دارالاسلام بن جاتا ہے لیکن وہ دارالحرب اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک ان میں سے ایک کا وجود وہاں باقی رہے اور امام ناصرالدین نے منشور میں کہا ہے کہ احکام اسلامی کے اجرا سے وہ دارالاسلام بن جاتا ہے اور جب تک قرائن اسلام میں سے کوئی ایک پایا جائے تو جانب اسلام کو ہی ترجیح ہوگی انتھی اور تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

مسئلہ ۵۵۵: از قلعہ چھرہ ضلع علی گڑھ مسئولہ مقبول احمد صاحب ۴ رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک حافظ صاحب نے نماز میں پڑھا ورحمۃ للمؤمنین ولایزید نون کو ساکن پڑھا اور سانس توڑ دی پُورا وقف کیا یہ خیال تھا کہ یہاں آیت ہے پھر اپنے کئے پر اصرار کیا، دوسرے صاحب نے کہا یہاں لا ہے وصل ضرور تھا حافظ صاحب نے خیال نہ کیا انھوں نے نماز کا اعادہ کیا حافظ صاحب نے کہا اعادہ درست نہیں گو عمداً غلط پڑھا لیکن معنی میں کچھ فساد نہیں ہوا نماز صحیح ہے انھوں نے کہا عمداً کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن کر جان کر غلط پڑھو یہ تو سخت گناہ ہوگا، حافظ نے کہا گناہ ہوگا لیکن نماز صحیح ہے ارشاد فرمائیے کہ اعادہ درست ہُوا یا وہی نماز صحیح ہے جس کتاب سے سند ہو اُس کا پُورا پتا تحریر ہو۔ بینوا توجروا

الجواب

وقف و وصل میں اتباع بہتر ہے مگر اس کے نہ کرنے سے نماز میں اصلاً کچھ خلل نہیں آتا خصوصاً ایسی جگہ کہ کلام تام ہے قصداً وقف میں بھی حرج نہیں اعادہ محض بے معنی تھا ہاں قصد مخالفت البتہ گناہ بلکہ بعض صورتوں میں سب سے سخت تر حکم کا مستوجب ہوگا مگر وہ مسلمان سے متوقع نہیں، عالمگیریہ میں ہے:

اذ وقف فی غیر موضع الوقف اوابتدأ فی غیر موضع الابتداء ان لم

جب ایسی جگہ وقف کیا جو وقف کی جگہ نہ تھی یا وہاں سے شروع کیا جو شروع کا مقام نہ تھا، اگر معنی میں

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار فصل فی استیمان الکافر مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۲/ ۴۶۱